ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب جان سخن و سخنوری و نقد فن شاعری

# فریاد داغ

ریختہ کلک گوہر سلک استاد مسلم بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

بمطبع محبی علی مالک اخبار [illegible]

باہتمام دو ہزار جلد — نمبر ۲۷ از سنہ ۹۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے عشق آفرین کے لئے
نعت ہے ختم مرسلین کے لئے

السلام اے چہار یار کبار
السلام اے ائمۂ اطہار

مدح نوّاب نامدار کرون
جان قربان دل نثار کرون

حاجی و زائر و خدا آگاہ
شاہ درویش خوی و ظل اللہ

وہ رئیس دلاور اختر ہند
وہ مخاطب مشیر قیصر ہند

قیصر ہند سے مشیر خطاب
اور فرزند دلپذیر خطاب

اس سخی کا ہے کام دینے کا
اسکے دینے سے نام دینے کا

کیا خزانہ بھرا پُرا پایا
دل خزانے سے بھی بڑا پایا

سو مزے ایک بات مین دیکھے
سو ہنر ایک ذات مین دیکھے

مسند آرا اسے رام پور رہین ۔ تا قیامت مرے حضور رہین
ہے عجب شہر مصطفیٰ آباد ۔ اِسکو رکھنا مرے خدا آباد
سب اسے رام پور کہتے ہین ۔ ہمتو آرام پور کہتے ہین
خیر نوّاب کی مناتے ہین ۔ جسکا کھاتے ہین اُسکا گاتے ہین

## صفتِ عشق

خوبیان عشق کی بیان کرُون ۔ کچھہ طبیعت کا امتحان کرُون
سب نے کی ہین بُرائیان اسکی ۔ مین نے لکھین بھلائیان اسکی
دل بنا ہے اسی مزے کے لئے ۔ مین نے یہ لطف جان دیکے لئے
عشق تاب و توان عاشق ہے ۔ شانِ عاشق نشانِ عاشق ہے
عشق ہی آرزوئے عاشق ہے ۔ آرزو آبروئے عاشق ہے
عشق نعمت ہے آدمی کے لئے ۔ عشق جنّت ہے آدمی کے لئے
دل اِسی سے جوان رہتا ہے ۔ مرمٹون کا نشان رہتا ہے
عشق کا داغ غیرتِ گُل ہے ۔ دُودِ فریاد رشکِ سنبل ہے
عشق کیا کیا بہار دیتا ہے ۔ یہ دلون کو اُبھار دیتا ہے
بزدلون کو دلیر کرتا ہے ۔ یہ دلیرون کو شیر کرتا ہے
عشق سے کسکا زور چلتا ہے ۔ اس سے رستم کا دم نکلتا ہے
خاک سے عشق پاک کرتا ہے ۔ زندہ وہ ہے جو اس مین مرتا ہے

شیوۂ خاص ہے یہ عام نہین
جو نکمے ہین اُنکا کام نہین

اِس سے گمنام نام پاتے ہین
اس سے ناکام کام پاتے ہین

یون ہو مشہور قیس سا قلاش
یون ہو مشہور ایک سنگتراش

عشق کے نام پر نثار ہون ہین
اس کے انجام پر نثار ہون ہین

عشق کا درد راحتِ جان ہے
عشق کا زہر آبِ حیوان ہے

یہ ہے ٹکسال نقد جان کے لئے
یہ کسوٹی ہے امتحان کے لئے

اس سے دل کا چراغ روشن ہے
آنکھ روشن دماغ روشن ہے

عشق سے رہتی ہے طبیعت گرم
شعلہ رویون کے ساتھ صحبت گرم

عشق کے کھیل ہمنے کھیلے ہین
سو پریزاد ہم اکیلے ہین

عشق کے لطف ہمنے پائے ہین
کیا کہین کیا مزے اُڑائے ہین

عشق سے دل گداز ہوتا ہے
ناز مین بھی نیاز ہوتا ہے

سو ادائین ہین اک ٹھسک اسکی
سو ادائین ہین اک لٹک اسکی

ہے یہ معشوق نوجوانون کا
یہ ہے محبوب رازدانون کا

عشق سے آدمیت آتی ہے
آدمی کو مروّت آتی ہے

عشق سب بل نکال دیتا ہے
عشق سانچے مین ڈھال دیتا ہے

ہے معلم ہزار مجنون کا
سبق آموز ہے فلاطون کا

عشق کا لطف زندگانی ہے
زندگی کا مزا جوانی ہے

عشق عاشق کو جستجو آتا ہے | عشق جنّت میں لیکے جاتا ہے
عشق ایمان ہو خدا رکہے | یہ مری جان ہے خدا رکھے
عشق باطن ہو عشق ظاہر ہو | اس سے توبہ کرے تو کافر ہو
نالۂ عشق نغمۂ نے سے ہے | اثرِ عشق نشۂ مے سے ہے
اس سے دل کو سرور ہوتا ہے | اِس سے نشّے میں چور ہوتا ہے

## ساقی نامہ

ساقیا میں اگر دعا مانگوں | تو بجز مے کے اور کیا مانگوں
یہ دعا اور کامیاب نہ ہو | یہ دعا اور مستجاب نہ ہو
یہ دعائیں قبول ہو جائیں | پارسائی کے پھول ہو جائیں
مُنہ سے نالے اگر نکالوں میں | خمِ گردوں کو چھید ڈالوں میں
دُردِ مے سطحِ خاک یکسر ہو | کُرۂ نار آتشِ تر ہو
موجزن ہو وہ بادۂ گلگوں | بطِ مے کی طرح پھرے گردوں
خمِ گردوں سے آئے چھن کے شراب | ساتھیِ مے ہو چادرِ مہتاب
خمِ مے آسمان ہو جائے | میکدہ ہر مکان ہو جائے
نمکِ شور قند کا ہو جواب | سِرکے پر ہو یقین بادۂ ناب
کاسۂ سر حباب ہو جائے | آبِ قلزم شراب ہو جائے
مہرِ انگور زبانِ ساغر ہو | ہالۂ مہ دہانِ ساغر ہو

ساغرِ بادہ اخترِ تابان
بیل انگور کی ہو کاہکشان

گُل مین ہو رنگ ساغرِ گُل کا
شورِ قلقل ہو نالہ بلبل کا

گریہ شمع بھی ہو مستانہ
گرے مستون کی طرح پروانہ

محتسب شوق سے ہو آشام
لبِ قاضی پہ واشربوا ہو مدام

راتدن شغل مے پرستی ہو
ساری دنیا ہو اور مستی ہو

مردمِ دین تک شرابی ہو
آنکھ پیدا ہو تو گلابی ہو

خوف کیسا کہان کی بے ادبی
انتہا کی ہے مجکو تشنہ لبی

کسکو اندیشہ گنہگاری
اور ہی شے ہے رحمتِ باری

مے گلفام کے مزے لوٹین
ساغر و جام کے مزے لوٹین

اس پری کی ہے حور کی صورت
ہے یہی نارِ نور کی صورت

وہ ہین مستِ شراب کی باتین
کہو لدے سو حجاب کی باتین

## نالہ جگر سوز در بیان ناوک فگنی عشق سینہ دوز

دوستو حال غم کہون نہ کہون
ماجرائے ستم کہون نہ کہون

مختصر واردات کہتا ہون
سو کی مین ایک بات کہتا ہون

مدتون مین نے خونِ دل کھایا ہے
دل لگانے کا خوب پھل پایا

ان بتون کو نہ مانتا تھا مین
انکو پتھر کا جانتا تھا مین

دل ستایا ہوا ہزارون کا
داغ کھایا ہوا ہزارون کا

خوب تکلیف عشق پاے ہوے
بیوفاؤن سے رنج اُٹھاے ہوے

نہ بٹھاؤن پری کو صحبت مین
حور ہو تو بٹھاؤن جنّت مین

عشق کے دام سے رہائی تھی
پارسائی سے پارسائی تھی

چپکے چپکے نہ شب کو روتے تھے
چین سے اپنی نیند سوتے تھے

طبع بشاشش تھی ملال نہ تھا
کسی محبوب کا خیال نہ تھا

اب کسی سے نہ دل لگاینگے ہم
عہد پر عہد تھا قسم پہ قسم

دل لگی سے رہا بدل انکار
لاکھ توبہ ہزار استغفار

ان بتون سے مجھے بچاے خدا
حاصل دین نہ حاصل دنیا

ان بتون کو مری بلا چاہے
مین نہ چاہون اگر خدا چاہے

توبہ کر لی پیام سے مین نے
ہاتھ اُٹھایا سلام سے مین نے

اس پیام و سلام سے نفرت
تھی محبّت کے نام سے نفرت

گو طبیعت تو گدگداتی تھی ٭
پر کسی سے نہ میل کھاتی تھی

آگ لگ جاے اس محبّت کو
چھیڑ کی دیر تھی طبیعت کو

عشق مدت سے تھا جو ناپیدا
اُس نے پھر ولولہ کیا پیدا

بجھ گیا تھا چراغِ رسوائی
پھر ہوا تازہ داغ رسوائی

موت کی شکل پھر نظر آئی
چوٹ مدّت کی پھر اُبھر آئی

پھر ہوئین دل مین حسرتین آباد
آ ملے دینے لگے مبارکباد

پہر ہوا شوق جبہہ سائی کا
پہر جما رنگ آشنائی کا

صبر یارون کا یار تھا نہ رہا
جبر پر اختیار تھا نہ رہا

آتش غم سے داغ بُہنتا ہے
کون اس دل جلے کی سنتا ہے

نہین چہٹتی ہے لاگ اُلفت کی
نہین بجہتی ہے آگ اُلفت کی

دل کو یہ لاگ چاک کرتی ہے
دل کو یہ آگ خاک کرتی ہے

آہ سے بہی شرر برستے ہین
نفس سرد کو ترستے ہین

کیا ٹھکانا ہے آتش غم کا
سینہ اک طبقہ ہے جہنم کا

سوز پنہان سے جان جلتی ہے
اُف کئے سے زبان جلتی ہے

خانۂ دل مین داغ روشن ہے
رات دن یہ چراغ روشن ہے

ہے قیامت کا سوز داغِ جگر
نار دوزخ ہے جسکی خاکستر

لب پہ ہر دم جلے بہنے نالے
پڑ گئے ہین زبان مین چہالے

جل گیا جب کسی سے بولے ہم
پہوڑتے ہین جلے پہپولے ہم

حسرت آتی ہے اپنی حالت پر
پڑین پتھر بتون کی چاہت پر

اب وہ دکھہ درد روز بھرتا ہون
اُس زمانے کو یاد کرتا ہون

## گرفتار شدن دل در رنج و محن و دام گستری پیچ از زلف پر شکن

آگیا بے نظیر کا میلا
دلِ پابند وضع کہل کہیلا

آفتِ جان ناتوان دیکھی ❀ یک بیک مرگِ ناگہان دیکھی
جلوہ دیکھا جو حور طلعت کا سامنا ہوگیا قیامت کا
دیکھکر اُس پری شمائل کو رہگیا تھام تھام کر دل کو
دل کو مین ڈھونڈھتا رہا نہ ملا آنکھ ملتے ہی پھر پتا نہ ملا
رنگ چہرے سے اُڑگیا کوسون دل سی مین سمجھے دل جدا کوسون
آبرو کا لحاظ و پاس کسے ہوش مین آؤن یہ حواس کسے
یار و غمخوار و مونس و ہمدم کہہ رہے تھے تجھے خدا کی قسم
داغ تو ماجرا بیان تو کر تجکو کیا ہوگیا بیان تو کر
کیون ہے ایسا اداس خیر تو ہے کیون اُڑے ہین حواس خیر تو ہے
سوچ اپنا برا بھلا دیکھو دیکھو تو اب میرزا دیکھو
شمع سان جسم زار گھلتا تھا پر کسی پر نہ بھید کھلتا تھا
جستجو مین بڑے بڑے عقلا نہوا کوئی واقفِ اسرار
ہمنشین و ندیم مضطر تھے سب طبیب و حکیم مضطر تھے
رنج سا رنج تھا حسینون کو داغ سا داغ تھا حسینون کو
منہ پہ ہر ایک کے اشک بھرتھے ہاتھ ملتے تھے اور کہتے تھے
اصطلاح کا فہیم و فرزانہ اے تری شان یون ہو دیوانہ
اس کا قابو سے دل نکل جائے ہے غضب اسپہ چال چلجائے

یہ ہر اک فن سے خوب واقف تھا | دوست دشمن سے خوب واقف تھا
ہم سمجھتے تھے ہوشیار اسے | عشق مین آزمودہ کار اسے
سیکڑون رنگ اسنے برتے ہین | نام ہے اسکے عشق کرتے ہین
یہ وفادار یہ خجستہ شعار | صادق القول صادق الاقرار
کسنے بیہوش کر دیا اسکو | کسنے خاموش کر دیا اسکو
کہین آئی ہوئی طبیعت ہے | چوٹ کھائی ہوئی طبیعت ہے
اک نظر دیکھہ بھال کر کوئی | لے گیا دل نکال کر کوئی
حال کیسا بدل گیا اس کا | کیا کلیجہ نکل گیا اسکا
صلح کل ہے یہ آدمیت مین | خیر سے شر نہین طبیعت مین
خوش بیان خوش زبان کہان ایسا | فخر ہندوستان کہان ایسا
کس دغا بازنے اسے مارا | کس فسون ساز نے اسے مارا
کس قیامت نے پایمال کیا | سحر بنگالہ نے حلال کیا
وہ پری چہرہ کیا قیامت ہے | داغ سے شخص کی یہ حالت ہے
اس بلا سے نکالنا اسکو | یا الٰہی سنبھالنا اسکو

## صفت معشوق آفت جان و غارتگر دین و ایمان

مجکو اس حال پر نظر ہی نہی | دین و دنیا کی کچھ خبر ہی نہی
عشق نے تازہ روپ بدلا تھا | مین بھی میلے مین اک تماشا تھا

میلے والون مین دہوم تہی میری
ہوش آیا تو مینے کیا دیکہا
رخ سے ظاہر تہا نور کا عالم
جیسی تپتی ہو دن کی دوپہر
چشم خون ریز وہ فساد انگیز
گردن اُسکی ہے وہ صراحی دار
ایسے پستان وہ دونون قبۂ نور
گات بانکی بدن سڈول تمام
نگہ مست ہوشیاری سے
لب پان خوردہ پر مسی کی دہڑی
جوش پر بادۂ جوانی ہے
سج دہج آفت غضب تراش خراش
وہ اُٹہتی ہوئی نظر آہا
شوخیان مین حجاب مین کیسی
اُف رے عہدِ شباب کی مستی
ہائے تیرا کلام مستانہ
گرتے گرتے کبہی سنبہل جانا

خوش جمالون مین دہوم تہی میری
اک پری چہرہ خوش ادا دیکہا
اور اُسپر غرور کا عالم
کیون نہ دل اُس لکیر پہ ہو فقیر
جسکا مشاگرد فتنہ چنگیز
ہو صراحی بہی دیکہکر سرشار
شیشۂ دل ہو جیسے چکنا چور
فتنہ قد فتنہ چشم فتنہ خرام
اُڑنے والی چہری کی کٹاری سے
دلِ بیمار پہ تہی رات گری
تہی چاہِ ذقن کا پانی ہے
کسی اچہے کی دل ہی دل مین تلاش
وہ لچکتی ہوئی کمر آہا
لنترانی جواب مین کیسی
بے پیے ہی شراب کی مستی
ہائے تیرا خرام مستانہ
اِدہر آنا اُدہر نکل جانا

کبھی منہ پہ نقاب کاکل ہے
کبھی منہ پھیر کر تغافل ہے

کبھی سائے سے اپنے ڈرجانا
کبھی کچھ بانک پن بھی کرجانا

آئینے سے نگاہ میں لڑتی ہیں
خود بخود چپ تو ہیں بگڑتی ہیں

کبھی کچھ تیوری میں بل دینا
کبھی آنکھیں دکھا کے چل دینا

آئینے سے نظر چرا جانا
آپ اپنے سے شرم کھا جانا

اپنے سائے سے پوچھنا تو کون
ہے مرے ساتھ دوسرا تو کون

بھولے پن میں ہزار گھاتیں ہیں
اک خموشی میں لاکھ باتیں ہیں

ہے نرالی ادا زمانے سے
روٹھنا اور پھر منانے سے

اک قیامت کی چال چل جانا
دل چھلاوے کیطرح چھل جانا

ہر کسی کو نظر میں رکھ لینا
خوب کھوٹا کھرا پرکھ لینا

دل کو نظروں میں تول لیتے ہیں
مشتری کو وہ مول لیتے ہیں

حسن کی آن تان ہائے غضب
بے نیازی کی شان ہائے غضب

ناز جلوے دکھائے جاتا ہے
حسن چہرے پہ چھائے جاتا ہے

رقص طاؤس باغ سے اچھا
شعر کا لطف داغ سے اچھا

جسطرف اٹھ گئی وہ شوخ نگاہ
شور اٹھا کہ بس خدا کی پناہ

ادھر اظہار درد رنج فراق
اور ادھر گفتگو تڑاق پڑاق

کہدیا دل کا حال باتوں میں
نہ رہا کچھ خیال باتوں میں

نرم باتین کبھی نزاکت سے — گرم فقرے کبھی شرارت سے
مفت دل لیکے نقد جان لینا — باتون باتون مین امتحان لینا
دل صفائی سے آشنا ہی نہین — بدگمانی کی انتہا ہی نہین
جانبِ در جو بھول کر دیکھا — اُسکو تہا وہم کیون اُدہر دیکھا
کیا ہوا ایسے کے وصل کی تدبیر — جو بدے میرے خواب کی تعبیر
سادگی مین بناوٹین کیا کیا — اُکھڑی اُکھڑی لگاوٹین کیا کیا
شعبدے لاکھہ لاکھہ آفت کے — فقرے چلتے ہوئے قیامت کے
کچھ اشارون سے مدعا کہنا — مُنہ ہی مُنہ مین بُرا بھلا کہنا
بھولی بھولی وہ پیار کی باتین — شوخیان اختیار کی باتین
کبھی چبھتی ہوئی سُنا دینا — اُنکے تعریف مُسکرا دینا
سخن ناصواب کہہ دینا — مجکو خانہ خراب کہہ دینا
کبھی دہمکی یہ دی کہ سمجھین گے — کبھی گردن ہلی کہ سمجھین گے
مفت الزام میرے سر دہرنا — بے خطا بے قصور بے مرنا
وعدہ کرتے ہی مسکرا دینا — چٹکیون مین مجھے اُڑا دینا
سیکڑون بات بات مین گھاتین — میٹھی چُھریان وہ رس بھری باتین
پتلے ہونٹون مین کچھ تبسم بھی — مجکو کہنا کہ قہر ہو تم بھی
ہائے وہ قدردانیان اُنکی — ہائے وہ مہربانیان اُنکی

ایک اِک دم مین سو مدارا تین — لطف کے دن وہ عیش کی راتین
ہر کسی سے اِک التفات کی بات — لطف کا لطف اور بات کی بات
سو اگر ہین کسی سے کام نہین — پر کوئی شاکیِ کلام نہین
وضع کے ہو خلاف کیا مقدور — ایک سے لاکھہ تک نہین منظور
لوگ جو انجمن مین آتے تھے — پہلے پھولے چمن مین آتے تھے
سُنکے اُس خوش کلام کی تقریر — سبکو حیرت تھی صورت تصویر
دیکھکر اُسکے روے انور کو — آئے بیٹھے اُٹھے گئے گھر کو
کبھی شعر و سخن کا چرچا تھا — کبھی اپنے وطن کا چرچا تھا
رات کٹتی ہنسی خوشی کیا کیا — ہوتی رہتی کُھلی ڈُلی کیا کیا
جان نوازی پر اُسکو ناز بھی تھا — بے نیازی مین کچھ نیاز بھی تھا
خانۂ دوست عیش خانہ تھا — ہائے کیا دن تھے کیا زمانہ تھا
ستم و جور کا گلا کیجے ✤ — لطف قاتل نہو تو کیا کیجے
شکوہ ہوتا ہے خود پسندون سے — کیا شکایت نیازمندون سے
کون کہتا ہے ناز نے مارا — مجکو اُسکے نیاز نے مارا
دیکھکر یہ ادائین آنکھون سے — کیون نہ لون مین بلائین آنکھون سے
آسمان صدقے ہونے والو مین — فتنۂ حشر پائمالون مین
یہی انداز قہر کرتے ہین — آدمی کیا فرشتے مرتے ہین

ایسے پھندے سے دل ہوگیا آزاد | یاد آیا ہے مطلعِ استاد

خوب روکا شکایتوں نے مجھے | اُس نے مارا عنایتوں سے مجھے

وہ بھلے جو جفائین کرتے ہین | وہ بڑے جو وفائین کرتے ہین

دل پھنسا ہے وفا کے پھندے مین | آگیا کس بلا کے پھندے مین

عیش یہ آسمان نہ دیکھ سکا | چار دن شادمان نہ دیکھ سکا

گردشِ روزگار اور ہوئی | شکل لیل و نہار اور ہوئی

## رفتن معشوق بدیار خویش و آہ و زاری عاشق سینہ ریش

آگئی ہجر کی گھڑی سر پر | یہ بلا جھیلنی پڑی سر پر

اُسکے لب پر پیام رخصت کا | میرے دل مین مقام حسرت کا

قصد ٹھہرا وطن کو جانے کا | رنگ بدلا نیا زمانے کا

حسرت آلودہ وہ نگاہین تھین | شرر آمیز میری آہین تھین

بات دل کی نہ لب تک آتی تھی | فکر مین آئی عقل جاتی تھی

مثل کاکل جسے پریشانی | شکل تصویر اُسکو حیرانی

اُسکے رخصت کا نام روتے تھے | سب وہان خاص و عام روتے تھے

ٹھہرے عہد و وفا جو آپس مین | کھائین باہم ہزارہا قسمین

رسم اُلفت کی ہو گئی پھر آ
خط کتابت کی ہو گئی پھر آ

شکر مہر و وفا کیا مین نے
بخشوایا کہا سُنا مین نے

گویا بندہ وفا کا بندہ ہے
آدمی پھر خطا کا بندہ ہے

اُس نے مجھسے کہا یقین مانو
اِک سر مو نہ فرق تم جانو

جی نہین چاہتا ہے جانے کو
پر چلے ہین قلق اُٹھانے کو

ہمکو کچھ آرزوے مال نہین
اسکا واللہ کچھ خیال نہین

زر سے معمور ہے ہمارا شہر
کونسا دوسرا ہی ایسا شہر

ہے حکومت کی شان کلکتہ
سلطنت کا نشان کلکتہ

انتخاب زمان ہی کلکتہ
فخر ہندوستان ہی کلکتہ

ہم تو بھوکے ہین آدمیت کے
آدمیت کے ساتھ اُلفت کے

ایسے ویسونسے جی نہین ملتا
داغ سا آدمی نہین ملتا

میری تسکین اُسی کیے ہی بنی
یہ تسلّی مجھے دیتے ہی بنی

آتے جاتے ہین سب خدائی مین
مر نہ جانا مری جدائی مین

جان سی چیز یون نہین کھوتے
اسقدر پھوٹ کر نہین روتے

جبکہ رنج و ملال ہوتا ہے
سچ ہے ایسا ہی حال ہوتا ہے

زندگی شرط ہی تو آئین گے
لطف صحبت کی پھر اُٹھائین گے

دل سے نزدیک ہم ہین دور نہین
اسقدر دور رامپور نہین

یاد رکھنا ہمین یہ یاد رہے | اپنی صورت سے اتحاد رہے
مصرعہ **میر** پڑھ کے فرمایا | پھر ملین گے اگر خدا لایا ٭
وہ تو پہلو سے آہ بھر کے اُٹھے | اور ہم بیقرار مر کے اُٹھے
جب وہ ایک ایک سے چلے ملکر | خوب روئے مرے گلے ملکر
اُدھر اُس میہمان کی رخصت | تھی اِدھر میری جان کی رخصت
ساتھ اُسکے مری نگاہ گئی ٭ | جب نگہ تھک گئی تو آہ گئی
روح کہتی تھی مجکو دو رخصت | دل پکارا کہ مین بھی لو رخصت
دل جگر دونوں تھرتھراتے تھے | پاؤن چلنے مین لڑکھڑاتے تھے
ضعف سے چل سکا نہ چار قدم | اِک قدم راہ تھی ہزار قدم
اشک آنکھون مین اور لب پر دم | جان جانے کو مستعد ہر دم
صبر ٹھہرائے کب ٹھہرتا ہے | سب پہلے سلام کرتا ہے
کوئی کھیلے نہین نظر بازی | تام اِس کھیل کا ہے سر بازی
پہلے تھا اشتیاق کا صدمہ | اب اُٹھایا فراق کا صدمہ
آگئی ہجر کی اندھیری رات | قبر کی رات تھی وہ میری رات
رات گذری مجھے دعا کرتے | تھک گیا مُنہ خدا خدا کرتے
کسقدر مضطرب مرا دل تھا | دل تھا صید نیم بسمل تھا

## در بیان حالت ہجران ہنجار و فلک کجرفتار

اے فلک داد خواہ ہون تجہسے
طالب رشک ماہ ہون تجہسے

یہ ستم دیکہہ اور مجہکو دیکہہ
یہ الم دیکہہ اور مجہکو دیکہہ

وہ نکیلی ادائین دہیان مین ہین
وہ سریلی صدائین کان مین ہین

گر نہین وصل یار جانی کا
لطف کیا ایسی زندگانی کا

ہجر باعث ہی خستہ جانی کا
ہجر دشمن ہی زندگانی کا

ہجر سے زخم جانستان بہتر
ہجر سے مرگ ناگہان بہتر

ہجر دنیا سے لیکے جاتا ہے
عاقبت خاک مین ملاتا ہے

دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے
اسکو پوچہو جناب آدم سے

تیرگی ہے جو یہ شب غم مین
ہو سیہ پوش میرے ماتم مین

موئے سر کہول کر شب ہجران
اشک شبنم سے صبح تک گریان

اس سیاہی مین کیا سحر ہو نمود
گہر گیا دود آتش نمرود

دیکہکر آہ آتشین کی شرر
دانت پیسا کئی بہت اختر

داستان گو ہی نالہ آتشگیر
خوب سوتی ہے چین تقدیر

کیون فلک انتہا ہی جور بہی کچہ
ظلم باقی رہا ہے اور بہی کچہ

یون کسی کو ہلاک کرتے ہین
یون جلاتے ہین خاک کرنے مین

ہمہ تن یاس کر دیا تو نے
ستیاناس کر دیا تو نے

دل ستانے سے درگذر ہی نہین
آہ مظلوم سے حذر ہی نہین

ہو گئے خاک مین چلے لاکھون ‌ ‌ ‌ مر گئے کاٹ کر گلے لاکھون

مین ہی کیا ہون تری جفا کے لیے ‌ ‌ ‌ رحم کر رحم کر خدا کے لیے

کسی کروٹ سے کل نہین آتی ‌ ‌ ‌ نہین آتی اجل نہین آتی

جی بہلتا نہین کسی صورت ‌ ‌ ‌ دم نکلتا نہین کسی صورت

ضعف سے دونون ہل گئے پہلو ‌ ‌ ‌ چین بستر سے ہل گئے پہلو

چشم نمناک ہے تو دل غمناک ‌ ‌ ‌ سینہ صد پارہ و جگر صد چاک

تپ دوری نچوڑتی ہے مجھے ‌ ‌ ‌ دمبدم روح چھوڑتی ہے مجھے

ضعف سے قلب تھرتھراتا ہے ‌ ‌ ‌ درد بھی اٹھ کے بیٹھ جاتا ہے

چشم پر خون سے ندیان جاری ‌ ‌ ‌ ریش ناخن سے تن پہ گلکاری

چبھتی ہے کوئی شے کلیجے مین ‌ ‌ ‌ ہوک سی اٹھتی ہے کلیجے مین

دل کی حالت بری ہے سینے مین ‌ ‌ ‌ سانس چلتی چھری ہے سینے مین

لگ گئی کس کی بد دعا مجھکو ‌ ‌ ‌ میرے اللہ کیا ہوا مجھکو

دل سے پھر دن کلام کرتا ہون ‌ ‌ ‌ زندگی کو سلام کرتا ہون

غم جانکاہ میہمان دل کا ‌ ‌ ‌ اشک غماز رازدان دل کا

جب فلک پر نگاہ جاتی ہے ‌ ‌ ‌ عرش اعلے تک آہ جاتی ہے

پہونچی ہے آسمان تک فریاد ‌ ‌ ‌ نہ گئی اس کے کان تک فریاد

درد دل سائبان ہے گویا ‌ ‌ ‌ دوسرا آسمان ہے گویا

رات دن مجمع پریشانی
خانہ آباد خانہ ویرانی

دل مین ہر آن کاہش دوری
لب پہ ہر وقت ہائے مجبوری

دل ہی بیتاب تو جگر بےچین
ہے مصیبت مین گھر کا گھر بےچین

دل مین ہر وقت ایک تازہ ملال
انقلاب زمانہ شامل حال

نامرادی مراد باقی ہے
تلخ کامی مزے چکھاتی ہے

نامور ہی وہ میری گمنامی
پُر اثر ہے وہ میری ناکامی

یہ جو لکھے قلم زبان نہ ہے
لوح محفوظ تک نشان نہ ہے

بیکسی میری غمگسارون مین
ناامیدی امیدوارون مین

لطف ملتا ہے جان کھونی سے
شاد ہون رات دن کی رونی سے

چشم تر ہے گوشہ دامان کا
چاک ہونے لگا گریبان کا

لحد تنگ کنج تنہائی ہے
جیتے جی منہ پہ مردنی چھائی

چارہ گر ہے دوا نہین چلتی
نہین ہوتی ہے شفا نہین ہوتی

درد دل کا علاج مشکل ہے
بچگئے کل تو آج مشکل ہے

کل جو امید تھی وہ آج نہین
مرض موت کا علاج نہین

جان جاتی ہے دل کی آنے سے
موت آتی ہے اس بہانے سے

گرد بیٹھے طبیب روتے ہین
مجکو میرے نصیب روتے ہین

نبض مین جو ہوئی ہوئی طبیبون کی
پیش چلتی نہین عزیزون کی

ہر کوئی اپنی اپنی کہتا ہے
رائے مین اختلاف رہتا ہے

جو اطبائے وحشت دل مین
آنکھو کپڑے سے چھڑانے مشکل ہین

جو عیادت کو میری آتا ہے
دیکھکر دور ہی سے جاتا ہے

میری باتون سے وہم آتے ہین
سننے والون کے ہوش جاتے ہین

بات کی بات مین پلٹ نہ پڑے
یہ شری ہے کہین لپٹ نہ پڑے

مژدۂ وصل کب سناتے ہین
لوگ لیسین پڑھنے آتے ہین

دشمن نام و ننگ کون کہ مین
اپنے جینے سے تنگ کون کہ مین

بسمل اضطراب کون کہ مین
مبتلائے عذاب کون کہ مین

تیر غم کا نشانہ کون کہ مین
پائمال زمانہ کون کہ مین

عاشق بے وقار کون کہ مین
سب مین بے اعتبار کون کہ مین

مضطر و ناشکیب کون کہ مین
صید دام فریب کون کہ مین

چشم بر راہ یار کون کہ مین
ہمہ تن انتظار کون کہ مین

تیغ حسرت اتر گئی دل مین
بیقراری ٹھہر گئی دل مین

اشک اُمڈے برس گئین آنکھین
دیکھنے کو ترس گئین آنکھین

شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ
ضعف کہتا ہی بیٹھ ہی جاؤ

چین ملتا نہین کہین مجھکو
آسمان ہوگئی زمین مجھکو

موت آئی یقین نہین آتا
نفس واپسین نہین آتا

اب کہان وہ صفائیان منہ پر
چہٹ رہی ہین ہوائیان منہ پر

رنج کہاتا ہون اشک پیتا ہون
کبہی کہاپی کے روز جیتا ہون

جتنے ارمان ہین مرے دل مین
سب وہ پیکان ہین جو ہے دل مین

کہیل کوئی نہ عمر بہر کہیلے
ہم جو کہیلے تو جان پر کہیلے

پھوٹ کر روئے پاؤن کے چہالے
بہ گئے جیسے ندیان نالے

گر ہون روکش بہ دیدۂ پرنم
پانی پانی ہو گریۂ آدم

رنج کہانے سے کام ہے مجہکو
دانہ پانی حرام ہے مجہکو

فکر افشاے راز سے خاموش
کبہی کچہ ہوش مین کبہی بیہوش

الفراق الفراق ورد زبان
الامان الامان یہ شور فغان

جو فرشتے ہین آسمانون پر
ہاتھ رکھے ہوے ہین کانون پر

غم دوری سے جان بیکل ہے
آنکھہ اوجہل پہاڑ اوجہل ہے

کوئی مہمان جو میرے گہر آیا
مینے جانا پیامبر آیا

لین بلائین ہزار ہا مینے
دین دعائین ہزار ہا مینے

اُس کو باتون مین کہولتا تہا مین
خط کمر مین ٹٹولتا تہا مین

کبہی پیتا تہا پاؤن دہو دہو کر
کبہی ہنستا تہا خوب رو رو کر

کبہی قدمون پہ اُسکے گرتا تہا
کبہی مین اُسکے گرد پہرتا تہا

خبر یار پوچہتا تہا مین
حال اغیار پوچہتا تہا مین

رنگ کیا ہی اُمیدوارونکا
ڈھنگ کیا ہی صلاح کارونکا

کونسے شخص پر عنایت ہے
رات دن کس سے گرم صحبت ہے

سنتے ہین داستان غم کہنین
یاد آتے ہین آنکھو ہم کہنین

کس سے ہر وقت ہمکلامی ہے
کون سرکار کا سلامی ہے

بزم آرائیون کا شوق بھی ہے
اب وہ شعر و سخن کا ذوق بھی ہے

ہین طبیعت مین ولولے کیا کیا
رات دن کے ہین مشغلے کیا کیا

میہمان سُنکے یہ مری تقریر
تھا تحیّر مین صورت تصویر

اُسکو حیرت یہ ماجرا کیا ہی
میزبان کو جنون ہی سودا ہے

میری حالت یہ اُسکو سکتا تھا
شکل آئینہ مُنہ کو تکتا تھا

نظر آئی جو اُسکی حیرانی
سخت مجکو ہوئی پشیمانی

کون مہمان ہوکے آئے گا
یون تلاشی جو دے کے جائیگا

ہوش آیا تو شرمسار ہوا
پھر وہی جوشش انتظار ہوا

## توجہ نمودن با تصویر عاشق جانباز و آغاز نمودن راز و نیاز

یہ سنتا ہی کہ وہ پری پیکر
یاد کرتا ہے مجکو یون اکثر

میری تصویر رکھکے پیش نظر
کوستا چھیڑتا یہ کہہ کہکر

اس ڈہٹائی سے تو ادہر دیکھے
کسطرح کہورتا ہی سب ملبے شریر
توبہی رات دن رُلاؤن تجہے
ایسی صورت پہ یہ دماغ ترا
حسن ہوتا ہے حاصل تصویر
شکل منحوس کیون نظر آئے
ایسی تصویر کس کو بھاتی ہے
تجہسے رونق نہین ہی گھر کے لئے
نہو کچہ اس سے رونق تعمیر
تو ہے رنج و ملال مین کسکے
کیون ہے خاموش لب تو کہول ذرا
لنترانی کہان گئی تیری
آرزوے وصال کہہ توبہی
بہوت ہیچ ہمسکو آزمانا ہے
تیرے منہ مین زبان ہی کہ نہین
کونسا تھا وہ آئنہ رخسار
آئنہ تیرے منہ پہ رہتا ہے

آنکہین پہوٹین ہمین اگر دیکہے
جی مین آتا ہے پہونک دون تصویر
دیکہنے کا مزا دکہاؤن تجہی
خوب رکھا ہے نام داغ ترا
روسیہ تو ہی قابل تصویر
ہول لیکبہی ہمتو بچائے
پر بلا سے ہنسی تو آتی ہے
رکہہ لیا ہی نظر گذر کے لئے
اور دہبّہ لگائے یہ تصویر
چپ لگی ہے خیال مین کسکے
وہ بڑے بول اب تو بول ذرا
خوش بیانی کہان گئی تیری
کیا ہوا تیرا حال کہہ توبہی
عشق ہے یا فقط بہانا ہے
تجہہ مین کمبخت جان ہی کہ نہین
تجکو سکتے کا دے گیا آزار
اس سے کیا اپنا حال کہتا ہی

دام دے کر جسے خریدا ہے | تجھپہ ہر طرح اپنا دعوا ہے
ہان زلیخا سے مجھے نہ ٹھیرانا | بن کے یوسف کہین نہ اترانا
بال باندھا مرا غلام ہے تو | اسی باعث سے نیکنام ہے تو
طایر رنگ اڑ کے چل نہ سکے | تیری حسرت کبھی نکل نہ سکے
بھاگ کر بے وفا نہ ہوجانا | مجھ نا آشنا نہو جانا
کہین گے کہ صورت اچھی ہے | ہان مگر کچھ طبیعت اچھی ہے
تیری تصویر کا بھانا ہے | تیرا خاکہ بہت اڑانا ہے
پہلے تو اسکو چاک چاک کرون | اور پھر مین جلا کے خاک کرون
کیا یہ تصویر لاجواب نہین | سو سے ایک کا جواب نہین
انکو تصویر پر نظر ہر دم | مجکو تقدیر پر نظر ہر دم

## آمدن معشوق وفا شعار پس طلبہای بسیار

صورت نامہ و پیام ہے | خط کتابت کی دھوم دھام ہے
آنکو لکھا بطور استمزاج | سارے میلون سے ہے یہ بڑھکر آج
دیکھو تم بے نظیر کے جلسے | ہر برس ہو شریک اول سے
تم نے بھی رنگ اسکے دیکھے ہین | تم نے بھی ڈھنگ اسکے دیکھے ہین
پھر رہو رام پور مین آکر | لطف اٹھاؤ حضور مین آکر
پر یہ ہے شرط اسکے میلے مین | نہین نچانا کسی جھمیلے مین

آئی مجھکو جواب مین تحریر
ایسے میلے مین کیون نہ آئین ہم
کوئی سب جلسے دکھانے والا ہو
سب بلائے جو آئے کیا آئے
کیا نہین شوق ہمکو خوب کہی
باغ کی ہم بہار لوٹین گے
سب یہ کہتے ہین سیر بہتر ہے
فائدہ کیا ہے ہمکو جلسے سے
تم در اندازیون کو کیا جانو
فتنہ پردازیان بھی ہوتی ہین
تم کو اُسکی خبر بھی ہے کہ نہین
جسنے تم التجائین کرتے ہو
تم سمجھتے ہو وہ خلاف نہین
کہین بدظن بھی دوست ہوتے ہین
باز آئے ہم ایسے آنے سے
خط پہ خط بے سبب نہین آتے
رسم و راہ پیام سے گذرے

اپنے آنے کے باب مین تحریر
کہ جہان تمسا شخص پائین ہم
کوئی ہمکو بلانے والا ہو
منہ اُٹھائے جو آئے کیا آئے
کیا نہین ہمکو ذوق خوب کہی
داغ کی ہم بہار لوٹین گے
ہم بھی سمجھے تھے خیر بہتر ہے
آئین گے پر اُسی وسیلے سے
تم فسون سازیون کو کیا جانو
رخنہ اندازیان بھی ہوتی ہین
نیک و بد پر نظر بھی ہے کہ نہین
ہر طرح کی وفائین کرتے ہو
وہ ذرا تمسے دل مین صاف نہین
کہین دشمن بھی دوست ہوتے ہین
کہ بند ہین مورچے زمانے سے
جب تو آنے پر اب نہین آتے
اس پیام وسلام سے گذرے

ایک صاحب جنہونے روکا تھا | اُنکو مد نظر تماشا تھا
کوئی دن داغ کو جلائین ہم | اس جلانے کے لطف پائین ہم
گر قرابت کا واسطا ہوتا | تو خدا جانے کیا سے کیا ہوتا
بے سبب جنکو یہ عداوت ہو | واسطہ ہو تو کیا قیامت ہو
مجکو صبر و قرار مشکل تھا | طبع پر اختیار مشکل تھا
ہے عجب شے اُمیدواری بھی | لطف دیتی ہے بیقراری بھی
خبرِ دلربا نہین آتی | اُسطرف کی ہوا نہین آتی
مژدہ جان فزا نہین سنتے | ہم خوشی کی صدا نہین سنتے
گوش زد اِک نوید تھی ہر روز | وہ گئے دن کہ عید تھی ہر روز
دل دکھانے سے کام ہے تجکو | اے محبت سلام ہے تجکو
مصلحت جان کر گلا چھوڑا | جذب دل پر معاملہ چھوڑا
کفِ افسوس کسطرح نہ ملے | آدمی کیا کرے جو بس نہ چلے
مینے سوچا یہ امر اولی ہے | وہ بلائین جنہون نے روکا ہے
اُنکی کس کسطرح اطاعت کی | پھر اُنہون نے بھی یہ عنایت کی
صاف دل سے مراسلا بھیجا | کہ بنارس اُنہین بلا بھیجا
آئے جسوقت وہ بنارس مین | مینے جانا کہ آگئے بس مین
پھر تو تقدیر اُنکو لے آئی | میری تدبیر اُنکو لے آئی

جا کے عہد شباب کا آنا
کیا مرے دلستان کا آنا ہی
نکہت گل ادھر پلٹ آئی
تھا یہ اُس رشک حور کا آنا
تھا یہ اُس گلعذار کا آنا
پھر وہی ساعت سعید آئی
میرے معجز بیان کا آنا ہے
لعل نکلا ہے یا بدخشان سے
بزم مین شمع انجمن آئی
میرے غمخوار جا کے لائے انہین
مین نے پایا جو اپنے دلبر کو
ایسی دولت نصیب ہو کسکو
میرے یوسف کی دہوم پیہم ہے
آئے لیکن ہزار ناز کے ساتھ
وہم بھی بے قیاس تہا اُنکو
جانے کی چپکے سے دل مین ٹہنی ہی
پہلے کچھ بات کی تو ہنس ہنس کر

تہا دوبارہ حباب کا آنا
یہ تو روح روان کا آنا ہے
عمر رفتہ مگر پلٹ آئی
چشم اعمے مین نور کا آنا
یا نسیم بہار کا آنا
کہ برس دن کے بعد عید آئی
یا مسیح زمان کا آنا ہے
ماہ کنعان چلا ہی کنعان سے
یا بہار گل چمن آئی
نہ بنی کچھ بغیر آئے انہین
آب حیوان ملا سکندر کو
گنج قارون ملا ہے مفلس کو
مصر سے رامپور کیا کم ہے
ملے مجہسے تو احتراز کے ساتھ
پاس والون کا پاس تہا اُنکو
پھر تشفی بہی پھر تسلی بہی
پھر کہا میرے کان مین جہک کر

کیا نہین حسرت وصال ہمین
وضعداری کا ہی خیال ہمین

ہم جو آئے یہ دل ہمارا اٹھا
ورنہ کیا آپ کا اجارا تھا

جب لیا نام وضع کا اُس نے
پی گیا سُنکے جو کہا اُس نے

کُھل گئے کان جب سُنی ایسی
گُھل گئی جان جب سُنی ایسی

بجھ گیا دل انار سا چھٹ کر
رہگیا سینے مین دہوان گھٹ کے

خوف اغیار پر ہنسی آئی
اُنکے انکار پر ہنسی آئی ‡

مینے کی عرض یہ بجا یہ درست
آپنے جو کہا۔ کہا یہ درست

بات مطلب کی ہین کہون توبہ
اپنے مہمان کو رنج دون تعب ہو

اپنے سر کیون دہرون پرائی بات
کیون بگاڑون بنی بنائی بات

کام مجھکو تو ہے اطاعت سے
کیا غرض شکوہ وشکایت سے

ابھی کیا جانو وضعدارون کو
دیکھو لوگے وفا شعارون کو

وضع نبہتی ہے وضعدارون سے
یا اطاعت کی خواستگارون سے

وہ کہین پاس وضع کرتی ہین
جو یہ جانین یہ ہمپہ مرتی ہین

طور سب غیر غیر دیکھو گے
چار دن بعد سیر دیکھو گے

میرے کہنے کی داد دوگے تم
نام اُنکا کبھی نہ لوگے تم

صبر مینے کیا برس دن تک
کیا قباحت ہے اور دس دن تک

دل کو جو تیری یاد دیتا ہے
صبر کی وہ ہی داد دیتا ہے

اِک جہان اپنا دیکھا بھالا ہی
جانتا ہون جو ہونے والا ہی

## رنجیدہ شدن معشوق از رقیب و در پہلوی عاشق صادق آمدن از نصیب و از امپو رخصت شدن و تسکین دادن

چار دن مین یہ اتفاق کی بات
اُسنے اَیسی ہوئی نفاق کی بات

پیش آئی جو امتحان مین نہ تھی
وہ پڑی مشکل جو گمان مین نہ تھی

نازنینون سے نرمیان بہتر
نہین ہوتی ہین گرمیان بہتر

نہ کسی کو بُرا کہے نہ سُنے
عمر بہر جو الف سے بے نہ سُنے

کوئی جھڑکی نہ کوئی گالی تھی
اِک شکایت غرض سے خالی تھی

دل شکایت سے ٹوٹ جاتا ہی
جی محبت سے چھوٹ جاتا ہے

اس شکایت نے یہ قباحت کی
کہ پڑین رنجشین قیامت کی

نشۂ زور و زر کی سر مستی
اور پھر کسقدر زبردستی

اُسکو ضد آئے یہ خدا نکرے
وہ مچل جائے یہ خدا نکرے

مُنہ سے جس بات پر نہین نکلی
دل سے پھر عمر بھر نہین نکلی

آدمی کچھ غرض سے دبتا ہی
جب اُٹھا دے طمع تو پھر کیا ہی

بات کا زخم کوئی بھرتا ہے
آبرودار اس سے مرتا ہی

یہ گرہ دل سے کب نکلتی ہے
جان جاتی ہے جب نکلتی ہی

لوگ جالین ہزار چلتے ہین — توبہ توبہ یہ بل نکلتے ہین
کوئی ایسون کی دال گلتی ہی — پیش کب ہر کسیکی چلتی ہے
جب ادا ہی نہو سکے جی سے — فائدہ کیا قضا سے عمر ہی سے
شاد رہنے سے شاد رہتا ہی — ورنہ پہر نامراد رہتا ہے
کوئی نازک مزاج دبتے ہین — صاحب احتیاج دبتے ہین
اپنے حق مین یہ زہر گہول لیا — طعنے دیر سے کیے رنج مول لیا
ایسی بگڑی کہ آجتک نہ بنی — ایسی چہٹی کہ آجتک نہ بنی
کسی جانب سے تہا ملال انہین — کسی جانب سے انفعال انہین
پہر تو وہ ٹوٹ کر ادہر آئے — دام سے چہوٹ کر ادہر آئے
یہ کہا اب وہ دل کہان اپنا — تہا غلط سر بسر گمان اپنا
پاس انکا کیا ہمین چوسکے — کیون کیا کیا کیا ہمین چوسکے
کیا زمانے نے رنگ بدلا ہی — ابتدا کیا تہی انتہا کیا ہی
آگے کیا ایسے ذکر چہڑون ہین — گڑے مردے عبث اکہیڑون ہین
گذری اوقات عیش و عشرت سے — دو مہینے تک ایک صورت سے
دوست اپنا وہ مجکو جان گئی — میر سے کہنے کو دل مین مان گئی
پہر یہ سمجہے کہ اپنا گہر ہے بہلا — عقلمندون کی داغ دور بلا
بولے میری بلا قفس مین رہے — آدمی کیون پرائے بس مین رہے

قیدخانہ ہے رام پور مجھے
جلد رخصت کرین حضور مجھے

ایک انداز سے ہوئے رخصت
بڑے اعزاز سے ہوئے رخصت

کیا کہون مین کہ کس چلن سے رہے
رہے جبتک وہ بانکپن سے رہے

پہر وہ سمجھے یہ مرہی جائیگا
ڈوب جائیگا زہر کہائیگا

آؤ اسکی تسلیان کردین
جی مین جو کچھ ہے کچھ بیان کردین

مجہسے کہنے لگے سنو صاحب
اسقدر مضطرب نہو صاحب

صبر کا پہل ضرور پاؤگے
اسکی راحت بہت اٹہاؤگے

ابتو اپنے وطن کو جائینگے
آؤگے ہی اگر بلائینگے

بات کا موقع ومحل دیکھو
کیا زمانہ ہے آجکل دیکھو

وہ جو دم دوستی کا بہرتے ہین
تمسے در پردہ رشک کرتے ہین

ڈرے دشمن کی دوستداری سے
کام لازم ہے ہوشیاری سے

دم دلاسے وہ مجہکو دیکے گئے
مجہسے آنے کا عہد لیکے گئے

چلتے چلتے کہا خدا حافظ
اب تمہارا مرا خدا حافظ

صبح کو وہ ادہر سوار ہوے
ہم اجل کے امیدوار ہوے

زندگی پہر یہ کب ہوا صدمہ
پہلے کیا تہا جواب ہوا صدمہ

گو سراسر ملال تہا وہ ہجر
اسکے آگے وصال تہا وہ ہجر

## بدگمان نمودن رقیبان از جانب شیدا و برای امتحان طلب نمودن عاشق را

سننے خوبی مرے نصیبون کی — کربن آئی وہان رقیبون کی
اپنے بیگانے گھیرتے ہین اُسے — میرے رستے سے پھیرتی ہین اُسے
ہوے دس بیس رخنہ گر پیدا — گئے سو فتنے لاکھہ شر پیدا
بنے اُسکے مشیر وہ انسان — آئے جنکے فریب مین شیطان
یہ لگایا بلاؤ تو اُن کو ✤ — تم کبھی آزماؤ تو اُن کو ✤
دیکھین کیسے ہین چاہنے والے — رسم اُلفت نباہنے والے
کتنے پانی مین ہین ذرا دیکھو — وہ نہ آئین گے تم بلاؤ دیکھو
جانتے ہین تو اُڑکے آئینگے — ورنہ ہر طرح بچکچائین گے
تم کو بھولا جو دیکھہ پایا ہی — کہدیا ٹوٹ کر دل آیا ہی
تمنے دیکھا ہے کیا زمانے کا — داغ ہے چالیا زمانے کا
سحر آمیز اُس کی باتین ہین — درد آمیز اُس کی باتین ہین
یہ ہے کیا بات سوچئے اسکو — مُنہ لگایا ہے آپنے کسکو
ایسے معشوق کب نصیب اُسے — مِلگئے ایک تم عجیب اُسے
ایسی تقدیر یہ ہی کہان اُسکی — تم کرو پاسداریان اُسکی

کبھی کیجے تو امتحان وفا | راست ہی یا غلط گمان وفا
ہو بُرا ان لگانے والون کا | جھوٹی سچّی لگانے والون کا
کب شرارت سے باز آتی ہین | آگ پانی مین یہ لگاتے ہین
کہنا سُننا ہی کینہ خواہونکا | جھمیا رنگ روسیاہونکا
کچہ کدورت سی آگئی اُسکو | اور ہی کچھ سما گئی اُسکو
جب سُنی ہر شریر کی تقریر | ہوکے خاموش صورت تصویر
دل مین سوچا یہ وہ بت خودکام | دور بیٹھے ہون کس لئے بدنام
بھیجکر خط بلائیے اُن کو | واقعی آزمائیے اُن کو
نامہ میری طلب مین آہی گیا | جس سے مین اِک غضب مین آہی گیا

## نامہ دلبر باوفا در طلب جانباز وشیدا

مجکو لکھا کہ اے مری بیتاب | دن کو بے چین رات کو بیخواب
اے پریشان ومضطر وناشاد | تیرے دل مین رہی ہماری یاد
اے سزاوار جور بے تقصیر | اے طلبگار لذتِ تعزیر
تازگی بخش نام ذوق ونصیر | رشک سودا و درد و مومن و میر
اے سخن گوے عیسوی اعجاز | اے سخن سنج سامری انداز
تو گرفتار بند زلف رہے | دل اسیر کمند زلف رہے

درد الفت سے لب پہ شیون ہے
ناوک ناز کا شکار رہے ہے
لب معجز بیان سے دم نکلے
ہو مبارک یہ پیارا پیارا عشق
ہم نئی روز بات سنتے ہین
کوئی کہتا ہے بیقرار ہین
کوئی کہتا ہے چپ لگی ہے انہین
کہاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین
کوئی کہتا ہے نالے کرتے ہین
بھر گئے کان حال سن سنکر
تنگ ہے یہ حال ہر زبان سے ہم
یاد ہے قول اُس زمانے کا
کس سے ملکر خوشی مین بھول گئے
بڑے خوش خلق و نیک ہو تم تو
ہم یہان تم وہان تو لطف نہین
لوگ کہتے ہین وہ تڑپتے ہین
چین سے اپنے گھر مین رہتے ہو

میری کاکل ہو تیری گردن ہو
تیغ ابرو سے دل فگار رہے
تیر سے دل سے نہ میرا غم نکلے
راس آئے تجھے ہمارا عشق
تازہ اک واردات سنتے ہین
کوئی کہتا ہے اشکبار ہین
سخت دشوار زندگی ہے انہین
مفت رو رو کے جان کھوتے ہین
کوئی کہتا ہے تپ مرتی ہین
ذکر رنج و ملال سن سنکر
لائین پتھر کا دل کہان سے ہم
تم نے وعدہ کیا تھا آنے کا
تم کیا ایک جو ہمکو بھول گئے
دل والون مین ایک ہو تم تو
ہو یہ دوری جہان تو لطف نہین
ایسے ہوتے ہین جو تڑپتے ہین
برہم والا گھر مین رہتے ہین

رسم الفت نباہتے ہو اگر
اُٹھ کے سیدہی ادہر چلے آؤ

ریل مین اتنی دُور آنا کیا
ہم بلائین نہ آئین آپ چہ خوش

یہ جگہ سیرگاہِ عالم ہے
میہمان تم ہو میزبان ہم ہون

جب کسی نے طلب کیا آئے
دلبرون سے دغا نہین کرتے

گر کسی اور راہ سے ہو گا
نامۂ دلنواز جب آیا

دل تو کہتا تھا سر کے بل چلیے
شکل چلنے کی آہ کچھ نہ بنی

کار سرکار نے جو آ گھیرا
ملتی ہے کام سے کہین فرصت

رات دن رنج مین گذرتی ہے
عذر کیجے یہ بات مشکل ہے

تکتے تکتے یہ ہی خیال اُٹھے

جان کی خیر چاہتے ہو اگر
کون روکے گا گر چلے آؤ

کار سرکار کا نبہانا کیا
اور اُسیر رہے [illegible] چہ خوش

آج اسیر نگاہ عالم ہے
عیش و عشرت کی لطف باہم ہون

آئیے بچا کے پھر تو کیا آئے
ایسے اہلِ وفا نہین کرتے

عذر بدتر گناہ سے ہو گا
مینے سوچا یہ کیا غضب آیا

جسطرح ہو سکے نکل چلیے
وضع تھی سدِ راہ کچھ نہ بنی

قدم اُٹھ اُٹھ کے رہگیا میرا
مجھکو مرنے کی بھی نہین فرصت

اِک کشش و رنج مین گذرتی ہے
جائیے تو نجات مشکل ہے

ہو نجائے کہین ملال آپسے

آفتِ روزگار ایک طرف — اُسکے دل کا غبار ایک طرف
منزلِ دوست دور ایسی ہے — ریل بھی تھک کے چیخ اٹھتی ہے
مشکل کیسی پڑے خدا معلوم — کیا انجام کار کیا معلوم
سوچتا تھا جواب کیا لکھون — پھر ٹوٹے جو مدعا لکھون
فکرِ مضمون مین عرق بہتا پھرون — ہاتھ مین خامہ رکھیا پھرون
قصد جانے کا دل مین ٹھان لیا — مجکو جانا پڑا یہ جان لیا
نامہ آخر جواب مین لکھا — کچھ کا کچھ اضطراب مین لکھا

## جواب نامۂ محبوب بطرز خوش اسلوب

یا خدا وہ فرشتہ بھجوا دے — کہ مرا نامہ اُسکو پہنچا دے
کاش میرا ہی کاتبِ اعمال — اُسکو جاکر سنائے حال ملال
کوئی جلائے جو گرد باد ادھر — جاؤن مین اُسکے ساتھ اُڑ اُڑ کر
اے فغان اپنے زور مین لیچل — پہونچون مکتوب شوق سے اول
اے مہ و مہر و گردشِ ایام — تمہین پہنچا دو چلتے پھرتے پیام
ہے کدہر قاصد سلیمانی — کہے اُس سے مری پریشانی
اے ہوا بازوؤن مین تو بھر کے — کھولدے پر مرے کبوتر کے
لیچل اے چرخ تو ہی نامۂ یار — کہ نہ جائین یہ گردشین بیکار

ابر تر اشک تر کو لیجا ۔ برق سوز جگر کو لیجا
یون ہمارا سلام پہونچانا ۔ یون ہمارا پیام پہونچانا
اے مری جان جان سے بہتر ۔ جان سے کیا جہان سے بہتر
اے مہ آسمان زیبائی ۔ جان خوبی جہان زیبائی
اے بتِ لاجواب مین صدقے ۔ اے سراپا حجاب مین صدقے
شوخ رو شوخ چشم شوخ کلام ۔ خوش ادا خوش خرام خوش اندام
مجکو تیرے رخ نکو کی قسم ۔ اپنے ارمان و آرزو کی قسم
تیرے اقرار دمبدم کی قسم ۔ عہد کی قول کی قسم کی قسم
اپنے آزار و رنج و غم کی قسم ۔ داغ کے درد کی الم کی قسم
تیرے قدمون کی تیرے سر کی قسم ۔ اپنے دل کی قسم جگر کی قسم
مصحفِ روے پر ضیا کی قسم ۔ جھوٹ کہتا نہین خدا کی قسم
تو ہے اے مہ جمال پیش نظر ۔ ہے تیرا ہی خیال پیش نظر
سامنے دوسرا نہین آتا ۔ آئنہ دیکھنا نہین آتا
بھول کر تجکو میری یاد آئی ۔ دلِ ناشاد کی مراد آئی
نہین کہتا ہون مین خوشامد سے ۔ تیرے احسان بڑہ گئے حد سے
اسقدر دھیان کون کرتا ہے ۔ ایسے احسان کون کرتا ہے
یہی اِکدن تیری قسم ہوگا ۔ کہ مرا سر ترا قدم ہوگا ؎

مجھسے انصاف چاہتا ہون مین
آفتین جتنی ہین خدائی مین
زندگانی سے یاس ہی مجھکو
گو زمانہ ہو چاہنے والا
تم بلاؤ نہ آؤن کیا ممکن
میری عزت کو تم ہی جانتے ہو
سب سے ہے تیری آرزو بڑھکر
رشک اٹھا کر مجھے نہ مرنا ہو
یہ نگاہین کہین نہ پھر جائین
بات کب ناگوار اٹھتی ہے
داغ کہاؤن خدا وہ دن نکرے
خون دل عاقبت نہ ہو جائے
آدمی آبرو نہ کھو کے رہے
داغ در عدن سی بہتر ہو
مین اٹھاؤن وہ اس سفر کے مزے
اہل تمیز مانتے ہین سب مجھے
رونق آرائے بزم مین ہی تو ہون

چشم الطاف چاہتا ہون مین
مین نے جھیلین تری جدائی مین
تیرے ملنے کی آس ہی مجھکو
نہین مجھسا نبانے والا
ہے سراسر یہ بات ناممکن
میری غیرت کو تم ہی جانتے ہو
آرزو سے ہے آبرو بڑھ کر
زہر کہا کر مجھے نہ مرنا ہو
ہم نظر سے تری نہ گر جائین
داغ سے کسکی عار اٹھتی ہے
رشک کہاؤن خدا وہ دن نکرے
سفر آخرت نہ ہو جائے
کیا رہی گر حقیر ہو کے رہے
یہ مسافر وطن سے بہتر ہو
بھول جاؤن تمام گھر کے مزے
جاننے والے جانتے ہین مجھے
زینت افزائے بزم مین ہی تو ہون

یہ سر احسان سے نہین واقف — یہ دل ارمانوں سے نہین واقف
سر جھکا ہے وہین خدا آگاہ — اس جبین پر ہے خاک بیت اللہ
ہی ابرو کے وہ اشارے ہین — جس پہ قربان ماہ پارے ہین
ان نگاہوں کو کوئی کیا جانے — میری آنکھوں نے دیکھنا جانے
وہ طبیعت کہ جسمین خوئے وفا — یہ وہ بینی جو سونگھے بوئے وفا
لب سے ہر دم یہ کام لیتا ہون — کہ تمہارا ہی نام لیتا ہون
کبھی سرگرم التجا نہ ہوے — حرف مطلب سے آشنا نہوے
صفت کی قیل و قال کیا جانین — لب ہمارے سوال کیا جانین
لب کھلے تو تری دعا کے لئے — کب کھلے حرف مدعا کے لئے
اس زبان نے کلام کو رونق — اس بیان نے پیام کو رونق
اس زبان مین بیان کی شوخی — اس بیان مین جہان کی شوخی
کبھی اس کان نے بدی نہ سنی — بات اچھی سنی بری نہ سنی
یہ وہ گردن نہ جو خمیدہ رہی — اپنے بیگانے سے کشیدہ رہی
بار احسان غیر زائل ہو — دست معشوق ہی حمائل ہو
آئینہ گرد میرے سینہ سے — کہ یہ سینہ ہے پاک کینہ سے
مخزن علم داغ کا دل ہے — معدن حلم داغ کا دل ہے
انتخاب زمانہ ہے یہ جگر — پر تمہارا نشانہ ہے یہ جگر

ہاتھ پیدا ہوئے عطا کے لئے / پاؤن ہین منزل وفا کے لئے

ہے یہ دربار شاہ کا صدقہ / اُسی عالم پناہ کا صدقہ

اُسی سرکار سے ہوئی تعلیم / اُسی دربار سے ہوئی تعلیم

نیک و بد سب جتا دیا تم کو / حال اپنا بتا دیا تمکو

مین نہ لکھتا کبھی مگر لکھا / قدر دان تمکو جان کر لکھا

یہ دعا ہے کہ برقرار رہو / میرے حق مین وفا شعار رہو

تمکو اللہ شادمان رکھے / عمر بھر مجھپہ مہربان رکھے

داغ کی یاد مین حجاب رہے / ساتھہ شوخی کے اضطراب رہے

خط روانہ اُدھر شتاب کیا / اسطرف مین نے پا تراب کیا

یاخدا میری منزل آسان ہو / منزل آسان مشکل آسان ہو

## روانہ شدن عاشق شیدا جانب دار السلطنت کلکتہ

لگگئی جب حضور سے رخصت / مین ہوا رام پور سے رخصت

کہہ اُٹھا خیر یا قسمت / راہرو مین تو رہنما قسمت

جا کے اپنے وطن مین جی نہ لگا / اُس بنا سے کہین مین جی نہ لگا

چلکے دلّی سے لکھنؤ پہونچا / ہمہ تن شوق و آرزو پہونچا

بہت اُترے ہوئے مکان دیکھے / اُٹھنے والون کے کچھ نشان دیکھے

جو کچھ ارمان تھا نکال لیا
شہر کو خوب دیکھہ بھال لیا

خوب انجم نے میہمانی کی
اور بھی سب نے مہربانی کی

راہ مین کانپور الہ آباد
مین نے دیکھے مگر نہ حسب مراد

استنے مین آگیا عظیم آباد
تھا مجھے اُسکا شوق حد سے زیاد

پیشوائی کے واسطے احباب
آئے تھے شوق دید مین بیتاب

بہت اشخاص یک بیک آئے
اپنی اپنی سواریان لائے

کوئی مجکو لئے ہی جاتا تھا
کوئی ناحق کا حق جتاتا تھا

کوئی کہتا تھا میرے گہر چلیے
آئیے اسطرف اِدہر چلیے

ہوئی لوگون کی چپقلش کیا کیا
رہی آپس مین کشمکش کیا کیا

مجہکو یہ فکر تھی کہ بہیڑ چہٹے
میرزا شاغل آئے جب وہ ہٹے

یہ وہ ہین نام خلق ہی جنسے
آدمیت مُراد ہے اِن سے

متقی پارسا بہت دیکھے
خوش بیان خوش ادا بہت دیکھے

خوش گلو بھی کئی سنے مین نے
خوبرو بھی کئی چُنے مین نے

مجہکو فرصت ملی نہ یارون سے
روز ملتا تھا مین ہزارون سے

ایسی خلقت کہین نہین دیکھی
یہ مروت کہین نہین دیکھی

کیسی مہمان نوازیان دیکھین
کسقدر جان نوازیان دیکھین

اُنکے اخلاق یاد ہین مجکو
اُنکے اشفاق یاد ہین مجکو

دین وہ مہمان کو جا آسرا ہین | بخشدین گہر کا گہر اگر چاہین
میر باقر کے گہر قیام ہوا | خوب دعوت کا اہتمام ہوا
آٹہہ دن دیکہی سیر پٹنے کی | یہ ہوئی وجہ جی اُچٹنے کی
کیا قیامت تہی شہر کی گرمی | کاہش گنگا مین ڈوبتی گرمی
آگ کی طرح آب مین گرمی | مثل انگار حباب مین گرمی
طبع گرمی سے کیون نہ عاری ہو | جائے نوری وہان تو ناری ہو
بے جلے کوئی استخوان نہ رہے | عنصر آب کا نشان نہ رہے
رنگ جل جل کے ہوگئے کاجل | جا گئے بے چلے جو گنگا جل
شعلہ زن ہو نور طوفان ہی | کانپتا ہے یہان زمستان بہی
رنگت آخر طپش سے زرد ہوی | گرمی طبع داغ سرد ہوئی
سوے کلکتہ مین روانہ ہوا | دور تک ساتہ اک زمانہ ہوا
شوق سے بے اختیار لے ہی گیا | یہ دلِ بیقرار لے ہی گیا
آئی ایسی ہوائے کلکتہ | دل پکارا کہ ہائے کلکتہ
ریل پر دوستانِ نیک خصال | آئے اکثر برائے استقبال
شہر مین دہوم تہی کہ داغ آیا | داغ آیا تو باغ باغ آیا
دیکہکر شہر کہل گئین آنکہین | ماہرو یون یہ ڈہل گئین آنکہین
سر بازار وہ مکانِ بلند | جسکو کہیئے اک آسمانِ بلند

چرخ کو رتبہ اس مکان سی کہان
شرم و غیرت سے چھپ گئی جنت
ہم جو بالاے بام رہتے تھے
سامنے نا خدا کی مسجد تھی
مظہر نور ہے یہی مسجد
اثر سرمہ اُس کی خاک کرے
اُسکا جلوہ سرور آنکھون کا
بخت بیدار دیار ہے ہمسائے
صبح سے شام تک جمال کے لطف
غم کی راتین نہ تھے ملال کے دن
وصل کی شب مین جلوے تھے دن کے
عیش و عشرت کی بات بات اچھی
محفلِ عیش کا بندھا وہ سمان
دوستون سے بھری بھری محفل
بزم آرا تھے سب عدو کے سوا
میری محفل مین دخل غیر کہان
عیش با عیش تھا نصیبون مین

دور ر[illegible] کا ہے یہ کہانسی کہان
ورنہ یہ قصر دیکھتی جنت
لوگ عالی مقام کہتے تھے
نا خدا کیا خدا کی مسجد تھی
بیت معمور ہے یہی مسجد
جلوہ اُسکا نظر کو پاک کرے
اُس کا دیدار نور آنکھون کا
اے شب وصل تیری عمر دراز
شام سے صبح تک وصال کے لطف
کیا پھرے تھے شبِ وصال کے دن
سرمہ تھی حلق مین مؤذّن کے
رات سے دن تو دن سے رات اچھی
دیکھیے پھر پھرے جسکو عمر روان
چشم بد دُور وہ پری محفل
کوئی نکلا نہ آرزو کے سوا
غیر ہو جسجگہ تو خیر کہان
کھلبلی پڑ گئی رقیبون مین

ہم عزیزون کو چھوڑتے کیونکر
سلسلہ انسے توڑ دین کیونکر

تم بھی تنہا نہین ستم یہ ہے
چھوٹتا ہے یہ ساتھ غم یہ ہے

جو مرے پاس ہے تمہارا ہی
تمکو لیکن یہ کب گوارا ہے

سینے کی اختیار خاموشی
مجھسے کب ہو نمک فراموشی

ویسے اپنے یہ گفتگو باہم
کیا رہے آئے کیا چلے کیا ہم

مین کہان گریۂ شبانہ کہان
سر کہان سنگ آستانہ کہان

آبرو کا خیال آتا ہے
عرق انفعال آتا ہے

اپنے دلبر کو چھوڑ کر جائین
ایسے جانے سے کاش مر جائین

وہ وفادار بر ملا ٹھیرے
ہمین قسمت سے بیوفا ٹھیرے

مضطرب ہو گئے ہم ٹھہر نہ سکے
ایسے مجبور تھے کہ مر نہ سکے

اہل صحبت کو داغ دیکے چلے
اپنے دل کا جنازہ لیکے چلے

کیا کہین جسطرح سے ہم آئے
ہمہ تن حسرت و الم آئے

میرے ہمراہ میر قطب الدین
اشک ریزان بحالت غمگین

میری غمخواری سے کام نہین
میری دلداری سے کام نہین

وہ مرے دلکو اسطرح لائے
کوئی گھایل کو جسطرح لائے

کچھ نہتھی مجکو جسم و جانکی خبر
نہ زمین کی نہ آسمان کی خبر

ریل نے وہی دن مین پہونچایا
رمضان ایک دن کی بعد آیا

دست بستہ حضور مین پہونچا
مجہسے دل شاد اک زمانہ ہوا
مرض غم سے کب افاقہ تہا
سحری اک زمانہ کہاتا تہا
صدمۂ ہجر و کاہش غم سے
شادیانہ کا شور پیہم ہے
یاس ہو تو امید پہر کیسی
ہوکے خوش مین کبہی گلے نہ ملا
عشق مین ایک فکر ناداری
داغ کیون جبر سے گلے ملتا
ایسی صحبت ہو دل کو کیا مرغوب
سر و سامان کہان مقدر مین
کہانے پینے سے مجکو نفرت ہے
ہلے جب زہر بہی نپائین ہم
خون دل بہی کمی سی کرتا ہے
لوگ سامان عیش کرتے ہین
شب فرقت جو آہ کرتا ہون



بزم عیش [illegible] سرور مین پہونچا
مورد [illegible] خسروانہ ہوا
دن کو روزہ تو شب کو فاقہ تہا
رمضان مجہکو کہائے جاتا تہا
عید بدتر ہوئی محرم سے
مین سمجہتا ہون میرا ماتم ہے
دل نہ خوش ہو تو عید پہر کیسی
کف افسوس ہے ملے نہ ملا
لاکہ بیماریون کی بیماری
کاش یہ قبر سے گلے ملتا
ہجر محبوب و وصل نامرغوب
خاک اڑنے کو بہی نہین گہر مین
عید کو روزہ کیا مصیبت ہے
کیا کلیجہ ہرون کا کہائین ہم
دیدۂ تر ہنسی سی کرتا ہے
داغ ارمان عیش کرتے ہین
تو خدا کو گواہ کرتا ہون

آہ فریاد کو رعب ہے    داد بیداد کون سنتا ہی
درد دل ہمنشین نہین سنتا    کوئی سنتا نہین نہین سنتا
کون یہ حال زار دیکھ سکے    کون یہ انتظار دیکھ سکے
دوستونکے کلیجے پھٹتے ہین    دشمنونکے بہی دل اُلٹتے ہین
گر کرے بھی اثر فغان میری    خاک ہون سب جلکے ہڈیان میری
ہین یہ مژدہ سنو مری آئی موت    کاش آئے مجھے پرائی موت
بد دعا دیتے ہین بشر مجھکو    کھا گئے کوس کوس کر مجھکو
تھے جو پروانہ سوز الفت سے    اب وہ سب جلتے ہین میری صورت سے
پندگو اپنی بکتے ہین    زخم دلبر نمک چھڑکتے ہین
طعنے دیدیکے لوگ ہنستے ہین    روز تیرونکے منہہ برستے ہین
ہو رہی ہین ملامتین کیا کیا    ٹوٹتی ہین قیامتین کیا کیا
طنز کرتے ہین لطیف و ظریف    کہئے کیسا ہے اب مزاج شریف
لو ذرا سا ہوا جو دل میلا    پیشتر مرگ ہے سے واویلا
ہم تو دیکھین وہ خوبرو ہی کہان    ہم سہین تو وہ خوش گو ہی کہان
تمنے دیکھا ہے تمتو برتا ہی    وہ تو مہر و وفا کا پتلا ہی
ایسی ہوتی ہے چاہ کیا کہنا    حضرت داغ واہ کیا کہنا
مہر و الفت اسی کو کہتے ہین    کیا مروت اسی کو کہتے ہین

سہے وہی آن تان مین پورا | اترے [illegible]حان مین پورا
جان جاتی ہے جنکے آنے سے | کہنے [illegible]ور بھی بلانے سے
دل با وہ جو اپنے پاس رہے | نہ کہ ملنے کی آس سی پاس رہے
طرفہ یہ رسم و راہ نبہتی ہے | آپ کی سب سے نباہ نبہتی ہے
بیوفا سے یقین الفت ہے | آپکا دم بہت غنیمت ہے
دل مین کچھ شرمگین ہوا کہ نہین | اب بھی تجھکو یقین ہوا کہ نہین
کچھ خطون کی عبارتین دیکھین | شوخ فقرے شرارتین دیکھین
خوب انعام تمکو ملتے ہین | الٹے الزام تمکو ملتے ہین
غیر کا جب وسیلہ ہوتا ہے | عذر انکار حیلہ ہوتا ہے
غیرت مہر و ماہ وہ ہی تو ہین | آپکے خیر خواہ وہ ہی تو ہین
ہم جو بولین ہماری کیا طاقت | بہید کہولین ہماری کیا طاقت
صحبت انجمن چہٹے کیونکر | اُنسے اپنا وطن چہٹے کیونکر
یونہین تڑپائین گے رُلائین گے | مر بھی جاؤ گے تو نہ آئین گے
وعدہ کیسا اگر کلام کرین | ہمتو جہک کر تمہین سلام کرین
یہ تو مانا وہ وعدہ دار بہی ہین | یہ تو مانا وفا شعار بہی ہین
یہ بجا ہے ستم نہین کرتے | جہوٹے قول و قسم نہین کرتے
تم بڑے جی ستمگر ہے سچ ہے | تمسا ہشیار جو کہے سچ ہے

دھوم ہے چار [illegible] بن
نام روشن کیا زمانے مین

یونہین ہوتے ہین ہم پہ شیدا
دربدر اور کو بکو رسوا

بیشتر جو نہین کیا وہ کیا
عمر بہر جو نہین کیا وہ کیا

نہی وصل غیر یونہین سہی
کیون بگڑتے ہو خیر یونہین سہی

سارے معشوق دیکھے بھالے ہین
وہی دنیا سے اک نرالے ہین

بیوفا جھوٹ باوفا کہئے
پاکدامن ہین پارسا کہئے

بیوفائی اُنہین نہین آتی
کج ادائی اُنھین نہین آتی

بھولے بھالے ہین گھات کیا جانین
ابھی وہ اور بات کیا جانین

آپکا رنج وغم اُنہین ہی کو ہے
پاس قول وقسم اُنہین کو ہے

خوبصورت نہین کوئی اُنسا
پاک طینت نہین کوئی اُنسا

آپ دھونی رمائے بیٹھے ہین
اُنپر ایمان لائے بیٹھے ہین

اپنے محبوب کا خیال رہے
سال دو سال تو یہ حال رہے

نہین جچتا کوئی حسین تمکو
آفرین ہے صد آفرین تمکو

کیون کسی بت پہ ہاتھ صاف کرو
تم تو مسجد مین اعتکاف کرو

ترک کرنا نہ مہر و الفت کو
بخشوائین گے وہ قیامت کو

دل پہ ہر وقت جبر کرتے ہین
مرد ایسا ہی صبر کرتے ہین

چپکے چپکے ہر اک کی سنتا ہون
اپنے مطلب کی بات چنتا ہون

کوئی تدبیر بن نہین آتی | کوئی [illegible] بن نہین آتی

کان ہر شخص کے بیان کیطرف | نگہ [illegible] آسمان کیطرف

اے فلک کس بلا مین ڈالدیا | مجھ [illegible] سے کیون نکالدیا

اے فلک تجھپہ بس نہین میرا | کوئی فریادرس نہین میرا

دل کو آزار ہوگیا کیسا | بخت بیدار سو گیا کیسا

کاہش غم سے روح گھٹتی ہے | آنکھون آنکھون مین رات کٹتی ہے

دل مین ہر وقت یاس رہتی ہے | کیا طبیعت اُداس رہتی ہے

ہم جئینگے یہ آس ہے کسکو | ہجر مین بھوک پیاس ہے کسکو

یہ سزا مین ضرور بھی تو نہین | بیٹھتا ہون قصور بھی تو نہین

ہائے جیتے ہین ہم نہ مرتے ہین | کس قیامت کے دن گذرتے ہین

خانہ عیش لٹ گیا کیسا | مجھسے معشوق چھُٹ گیا کیسا

رات دن جی رہے ہین مر کر ہم | صحبتِ یار ہوگئی برہم

ہم پریشان گھر مین پھرتے ہین | کہ وہ جلسے نظر مین پھرتے ہین

کوئی دن رات کا مزا نہ رہا | رات کیا بات کا مزا نہ رہا

کون ہے التفات کس سے کرین | ہم کنایہ کی بات کس سے کرین

دیدۂ منتظر ہے چار طرف | دلِ رشک آشنا ہزار طرف

درد اُٹھتا ہے دل مین رہ رہ کر | بیٹھ جاتا ہون ہائے دل کہکر

سوزِ پنہاں نے ... ہیں
وہ طبیعت ... لے
دلربا ہے تو باوفا بھی ہے
گرچہ ملجائے مہربان ایسا
یاالٰہی نجات غم سے ملے
ورنہ اُسکا خیال بھی نہ رہے

ناتوانی سے ہے نرم نرم آہیں
میری حسرت نکالنے والے
شوخ ہے صاحبِ حیا بھی ہے
نہ ملیگا مزا جدا ان ایسا
وہ سراپا حجاب ہمسے ملے
اب نہ ہے جیسا یہ حال بھی نہ رہے

تمت

## قطعہ تاریخ طبع از نتیجہ فکر رسا منشی تسلیم انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

شوخی آشوب بکر فکر داغ — کرد ربے کار فرمائی
عشوہ انگیز مثنوی شد بہت — شد سخن آفرین تماشائی
حسب ترکیب دلفریب او — بر بلاے سیاہ بالائی
چست الفاظ و نکتہ بندش — طرز غارتگر شکیبائی
دالہ چون دیدہ بازیرنش — بست دردل ہوائے لالائی
میکند ربط مصرعین بلا — ہمچو تصویر زیر و بالائی
بنگارم چو در نشاے داغ — نیست در دست من توانائی
بندہ در کہش سخن گوئی — طرز گوے حرف پیمائی
قدغن کرد خوب درست — کرد در طبع عقل آرائی

خامہ سحر آفرین او — بست نیرنگ محشر آرائی
مثنوی چہ نگار آفت جان — جملہ مضمون شکر یکتائی
معنی اوست غمزہ پرورش — میچکد از حروف رعنائی
مصرعہ شوخ اوست رشک — بر الف قامتان لیلائی
ہست ہر بیت جلبہ عشق — فتنہ در لباس زیبائی
شد در گوشش سمع این مژدہ — ہست محروم چشم بینائی
ہمراہ داغ دیدہ پیرست — طبع او جلوہ گاہ برنائی
حرف گفتن بمدح صاحب طبع — ہست دور از مجال گویائی
شاہد داغ را چو کرد جمال — مشتری گشت خیل سودائی

گفت تسلیم سال طبع او — آفتِ دین فتنہ آرائی

تاریخ مثنوی نتیجۂ طبع جناب منشی محمد ش[illegible]نسیم بہتر پوری تلمیذ حضرت مصنف ممدوح

| | | | |
|---|---|---|---|
| مثنوی وہ مری استاد کی ہے | جسکا ثانی ہی نہیں ہے ممکن | خ[illegible]ہا منشی نسیم | تحفۂ شاعر قدسی باطن |

تاریخ طبع از جناب منشی محمد امیر اللہ [illegible]سلیم ملازم سرکار رامپور

| | | | |
|---|---|---|---|
| چو شد مطبوع این افسانۂ عشق | ز فکر ماہر عالی مقامے | نو[illegible]م مصرعۂ تاریخ تسلیم | کلام شاعر شیرین زبانے |

ریختہ قلم منشی فاضل شیخ غلام قادر صاحب گرامی تخلص ملازم ریاست حیدر آباد دکن

| | | | |
|---|---|---|---|
| بیا ای بلبل کلک خوش آہنگ | بہیچ دراغ سر کن نغمۂ چنگ | فصاحت خندۂ صبح خیالش | بلاغت نغمۂ مرغ کمالش |
| بلندی از دماغش بہرہ بردہ | نزاکت با خیالش شیر خوردہ | بہارستان صبح زندگانی | ادا فہم رموز نکتہ دانی |
| اگر پر بر زند فکر بلندش | رسد مرغ معانی در کمندش | چنان در مثنوی شد سحر پرداز | کہ سحرش خط کشد بر حرف اعجاز |
| کند گر در غزل گوہر فشانی | فغانہا سر دہد روح فغانی | بمیدان فصاحت چون در آید | گرہ از خاطر عرفی کشاید |
| اگر با مثنوی الفت گزیند | نظامی در پس زانو نشیند | ز رشک آن محیط خوش خیالی | بود غرق عرق فکر زلالی |
| ز سر عالم بالا خبر گیر | کہ خواند سر نوشت خط تقدیر | چنان تمثیل را دادہ رواجے | کہ از فکر غنی گیرد خراجے |
| ربود آن معنی آرای نکوئی | ز ہاتف گوئے در تاریخ گوئی | بکف بہر رقم گر خامہ گیرد | دبیر چرخ از حسرت بمیرد |
| چو شاگردان بگردش حلقہ بندند | فلاطون را بخدمت کم پسندند | عطارد چاکرش خود را شمارد | ز شاگردیش پا بر چرخ دارد |
| چنان در خوشنویسی دسترس یافت | کہ میر پنجہ کش را پنجہ بر تافت | ز ہر علمی کہ خوانی یاد دارد | ز ہر فنی کہ دانی یاد دارد |
| دماغ ہوشمندی را تمیزے | بود مصر محبت را عزیزے | نژادش ملک گہر سوگند خوردہ | نجابت گوہرش را سجدہ کردہ |
| در اقلیم سخندانی امیرے | بہ بزم معنی آگاہان نظیرے | ز قدر مرتبت عالی جنابے | سپہر مردمی را آفتابے |
| سرو سر کردہ صاحب کمالان | قبول خاطر رنگین خیالان | اگر مرغ خیالش پر کشاید | خیال عقل کل از یاد در آید |
| حقیقت فہم اسرار معانی | شناسائے مزاج نکتہ دانی | حیا پروردۂ نور نگاہش | ادب یک گوشۂ طرف کلاہش |
| | نباشد از زبان نکتہ پرور | گرامی مدحت داغ سخنور | |

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی فریاد داغ بار اول ریختۂ کلک جواہر سلک شاعر عدیم المثال مورخ باکمال جناب منشی محمد [illegible] در شاہ خانصاحب [illegible] مہتمم اخبار [illegible]

## اخبارات ریاست [illegible] درشید حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالی۔

وہ ہین مضمون عالی مثنوی مین [illegible] معنی کو بلندی، چھپی یہ مثنوی فیروز جسدم، لکھی تاریخ نظم دردمندی ١٣٠٢ھ

### بار سوم

| | | | |
|---|---|---|---|
| استاد جہان فصیح الملک | وصف تیرا ہر اک زبان پر ہے | بلبل ہند یہ خطاب ترا | تیرا مداح ہر سخنور ہے |
| آج یکتائے روزگار ہے تو | ہند مین تیرا کون ہمسر ہے | سرزمین سخن کا گل ہے تو | آسمان سخن کا اختر ہے |
| کیون مضامین نہون بلند ترے | اوج پر آج کل مقدر ہے | شاہ آصف ہین قدردان تیرے | یہی چرچا جہان مین گھر گھر ہے |
| مین کرون مثنوی کی کیا تعریف | کہ یہ بہتر سے بھی تو بہتر ہے | شاعری کہئے اسکو یا الہام | ایک سے ایک شعر بڑھکر ہے |
| لذت وصل کی کہانی ہے | درد فرقت کا ایک دفتر ہے | ہے زبان مین تری عجب تیزی | کہین نشتر کہین یہ خنجر ہے |
| اس سے پیدا ہین گوہر مضمون | ذہن ہے تیرا یا سمندر ہے | وہ مضامین ہین کہ صل علی | ایک سے ایک شعر بہتر ہے |
| حاسدین و معاندین کے لئے | اسکی ہر ایک بیت خنجر ہے | ہر رگ جسم نکتہ چین کے لئے | اسکا اک ایک لفظ نشتر ہے |
| آج پھر سے نئے مثنوی لکھی | جوش پر پھر یہ دیدۂ تر ہے | کی ہے شعرون نے کچھ عجب تاثیر | جان بلبل ہے روح مضطر ہے |
| داغ دل کسطرح دکھاؤن مین | درد دل کیا کہون کہ کیونکر ہے | ہے خدا کی عطا زبان تری | نہ یہ جادو ہے اور نہ منتر ہے |
| بند شین صاف چلبلی فقرے | آبداری مین آب گوہر ہے | تیسری بار پھر ہوئی مطبوع | مثنوی وہ جو روح پرور ہے |
| فیض جاری ہے مثل نکہت گل | روح عشاق کی معطر ہے | مینے تاریخ یہ کہی فیروز | مثنوی یہ ہے یا گل تر ہے |

### قطعۂ تاریخ طبع زاد جناب منشی اشفاق علی صاحب مضطر مرادآبادی منصرم نیر اعظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| چھپ گئی پھر مثنوی حضرت استاد کی | دیکھنے کا جبکہ مضطر اک جہان مشتاق تھا | فکر تھی تاریخ لکھون سال طبع مین ناگہان | غیب سے آواز آئی ارمغان بہا[illegible] |

### تقریظ نتیجہ ذہن آسمان پیما منشی محمد ممتاز علیخان صاحب ممتاز شاگرد رشید حضرت مصنف سلمہا اللہ تعالی

بہار آئی عجب حالت ہے ان دنون مرے دل کی × جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی

حمد رب العالمین اور نعت ختم المرسلین کے بعد ذرۂ بیمقدار ممتاز سراپا نیاز مدعا طراز ہے کہ باغبان علم یزل نے گلزار عالم کو وہ بہار عطا کی ہے کہ یہان آتے خزان کے پر جلتے ہین

اس باغ مین ہر روز نو بنو تازہ بتازہ شگوفے کھلتے ہین۔ تازہ پھول شعر ہی۔ جسکی بہار روز بروز بڑھتی جاتی ہے جسکی جوانی دن بدن چڑھتی ہے اسکے آگے باغ رضوان کی بہار خزان سے مشابہ ہی مگر یہ ہر ایک کا حصہ نہین ہے وہ لے جسطرح فخر نظامی و جامی ذوق و شوق حضرت نواب مرزا خان صاحب داغ مدظلہ العالی کو مبدار فیاض سے یہ نعمت عظمیٰ ملی ہے۔ جنکا ہر ایک شعر دل مین چٹکیان لیتا ہی اور مزہ یہ ہی کہ ہر شعر کی کا زخم نیا مزہ دیتا ہے۔ اعجاز مسیحائی انکے دستِ قدرت مین ہی۔ جو بات کسی کے وہم مین نہو وہ انکی طبیعت مین ہی۔ عاشقانہ رنگ انپر ختم ہے۔ ہر شعر کا نیا انداز ہے۔ یارب یہ شعر ہے کہ اعجاز ہی۔ ایک ایک شعر عاشقانِ خستہ جگر کا ایمان۔ ایک ایک بیت بیدلان شیفتہ کی جان۔ ایک ایک شعر فصاحت کا خزینہ۔ ایک ایک شعر لطافت کا گنجینہ۔ ہر شعر مین شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ہر فرد مین انداز حور و پری ہی مذاق اسطرح دل مین گدگداتا ہے جسطرح شوق و طناز معشوق دل لبھاتا ہی۔ بلا کی شوخی ہی غضب کی رنگینی ہی۔ ستم کی شرارت ہی قہر کی بھبتی ہی۔ جو شعر سنتا ہی انہین کا نام لیتا ہی۔ جو غزل سنتا ہی دل تھام لیتا ہی۔ ہر شعر کا نیا انداز نیا ٹھاٹ ہی اور پھر لطف یہ ہی کہ شاعری کے مراتب خوب ملحوظ۔ تمام کلام قدح سے پاک۔ ایسا شوخ و بیباک کہ معشوق ستم ظریف کی باتون کا مزا آسے غزل کہی تو نور کی سانچے مین ڈھلی ہوئی۔ قصیدہ کہا تو عالم بالا سے بلند۔ مثنوی کہی تو ایسی سبحان اللہ جسے سنا انہین کلمہ پڑھنے لگا۔ انکے کلام کو سحر سامری کہون تو بے ادبی ہی اس لئے سحر حلال کہتا ہون لیکن تعریف کا حق ادا نہین کر سکتا۔ اللہ ری طلاقت۔ واہ ری فصاحت۔ مصرعہ ہے کہ ابرو سے دلدار۔ شعر ہی کہ معشوق کا سنگہار۔ طبیعت مین بلا کی روانی ذہن مین ستم کی جولانی۔ ہر شعر مین معشوق کی ادا ہر بیت مین لب دلدار کا مزا۔ ہر مصرع نزاکت سے بھرا۔ ہر شعر مذاق کی کان۔ ہر مصرع لطف سخن کا ایمان۔ انکی شعر گوئی پر شاعری کو ناز ہے

انکا ہر شعر معشوق طناز [illegible] ویسی چلبلی کہ کلیجے مین چٹکیان لیتی ہین - محاورے
روز مرّے ایسے صاف کہ [illegible] ہین - انوکھی کہاوت - نرالی ترکیب ہی یہ بندش یہ تلاش
کسکے نصیب ہے - اس زمانہ [illegible] آپ کے لئے احباب کی خاطر سے ایک مثنوی ارشاد
فرمائی ہے - مثنوی کیا ہے اربابِ ہمت کا مدعا ہی - اصحاب ذوق کی التجا ہی - آجتک کسی سنے
نہ یہ رنگ دیکھا نہ یہ ترکیبین سنین الشعراء تلامیذ الرحمن انہین کی شان مین آیا ہی اللہ تعالےٰ
تا روز حساب انکی اقبال و دولت کو قایم رکھے - جلوہ فرما ہے مسند عیش و عشرت دایم رکھے

## تقریظ مثنوی چکیدہ کلک جناب حافظ احمد علیخان شوق رئیس رامپور تلمیذ حضرت داغ

نہ گلِ نغمہ ہون نہ پردہ ساز * مین ہون اپنی شکست کی آواز

جہان خامۂ صبا رفتار کی جولانی کو شکستہ پائی سمجھتے ہین وہ بیان کیا ہی ؟ حمد الٰہی
سُبحان عرش آلہی - جس عرصۂ عبادت کو نا تمنا ہی کہتے ہین - وہ میدان کیا ہی ؟
نعت ختم نبا ہی - فہم و ادراک دونون ہین خستہ دونون مین ناکام - اُسکا شکر - انپر درود
زیادہ والسلام - درد محبت کے مزا لینے والو معنی پروری کی داد دینے والو - مذاق کی
دعوت خوان یغمائی سبیل للہ - کچھ خبر بہی ہی - مثنوی حضرت عالیجناب فیضمآب بلبل ہندوستان
اُستادی جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی مدظلہ العالی خلف عالیجناب نواب شمس الدین خان
صاحب بہادر دہلوی موسوم بہ فریاد داغ طبع ہو چکی یون سمجھو کہ زخمیان ابروے دلدار کے
واسطے نمکدان - ہجرت زدون کے تڑپانے کا سامان مہیّا ہو گیا - وصلت مضمون کے
واسطے مے عیش افزا ہی تو فراق زدونکی دوا - مثنوی کیا ہی اعجاز مسیحائی کا نمونہ - یا حسینونکی عارض کا گلگونہ
ہر بیت بیت ابرو سے زیادہ دل آویز - ہر مصرع مصرعۂ قامت معشوق سے بڑھکر عشرت خیز - الٰہی جب تک
زبان سے سخن کو اور سخن سے مذاق کو کام رہی ہم مستفیدون پر سایۂ اُستاد ممدوح مدام رہے - آمین